وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشہ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

تقدیم

حضرت علامہ مفتی فیضان المصطفیٰ قادری

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے تین بار امریکہ کا سفر کیا۔ پہلی بار جولائی ۱۹۹۹ء میں اہل سنت و جماعت کی مرکزی مسجد ''النور مسجد'' کے ذریعہ حضرت کا دورہ ہوا، جس کا اہتمام مسجد کے امام و خطیب مفتی محمد قمر الحسن بستوی نے کیا تھا، دوسری بار پھر اسی شہر میں ۲۰۰۰ء میں سفر ہوا، اور اس کے اگلے سال ۲۰۰۱ء میں تیسرا دورہ ہوا، ان اسفار میں مختلف شہروں خصوصاً ہیوسٹن، ڈیلاس، اور شکاگو کے دورے ہوئے۔ ان مواقع پر مختلف مقامات پر آپ کے بیانات ہوئے، آپ نے حمد و نعت پڑھ کر خوش عقیدہ مسلمانوں کو محظوظ فرمایا، تقریریں ہوئی، کافی لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔

یہاں امریکہ میں ہر مسجد میں ہفتہ وار درسِ قرآن یا درسِ حدیث کا سلسلہ رہتا ہے۔ النور مسجد میں یہ درس عموماً جمعہ کو مغرب کے بعد ہوتا ہے۔ پہلے سفر میں ایک جمعہ کو حضرت تاج الشریعہ نے النور مسجد میں قرآن مجید کا درس دیا، جس میں آپ نے مختصر وقت میں سورۂ الم نشرح کی تفسیر بیان فرمائی، چوں کہ اس محفل میں عامۃ الناس شریک تھے اس لیے مختصر اور عام فہم تفسیر بیان فرمائی، اس آسان تفسیر اور سلیس اسلوبِ بیان میں چند علمی نکات و واقعات بھی آگئے، مثلاً واقعہ شق صدر کا بیان، نماز کے بعد دعا کرنا، کھانا موجود ہو تو پہلے کھانا پھر نماز کیوں؟ معرفہ کا اعادہ نکرہ کے اعادہ سے مختلف مفہوم رکھتا ہے، کلامِ موجب کا عطف کلامِ غیر موجب پر

کیسے ہوا؟ وغیرہ۔

یہ تفسیر ۲۶ ربیع الاول شریف ۱۴۲۰ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۹۹ء بروز جمعہ بعد نمازِ مغرب النور مسجد ہیوسٹن میں ہوئی۔ مفتی محمد قمر الحسن صاحب نے اس تفسیر کو کیسٹ میں محفوظ کرلیا تھا، راقم الحروف نے موصوف سے کیسٹ لے کر حضرت کی تفسیر کو من وعن نقل کیا، پھر افادۂ عام کے لیے اس کو ترتیب دے کر قارئین کی بارگاہ میں نذر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝١ وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝٢ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝٣
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝٤ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٥ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٦
فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝٧ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝٨

(صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيْمُ)

یہ سورہ الم نشرح شریف مکی ہے، یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ و سلم کی ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہے، اور ہجرت سے پہلے جو سورتیں نازل ہوئیں ان کو مفسرین کی اصطلاح میں مکی کہا جاتا ہے، عام ازیں کہ وہ مکہ میں نازل ہوئی ہوں یا کہیں اور، جیسا کہ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب مستطاب الاتقان فی علوم القرآن میں اس اصطلاح کی تصریح فرمائی۔ اس میں ایک رکوع (1) ہے، ستائیس (27) کلمے ہیں اور ایک سو تین (103) حرف ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ و سلم پر جو احسانات فرمائے ان میں سب سے عظیم احسان حضور علیہ الصلاۃ و السلام کا شرح صدر ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنا وہ احسان سرکار کو جتا رہا ہے، اور اپنی نعمت شمار فرما رہا ہے۔ فرماتا ہے کہ کیا ہم نے تمہارے لیے تمہارا سینہ نہ کھول دیا؟ تو حضور علیہ الصلاۃ و السلام کا سینۂ مبارک ظاہری اور معنوی دونوں طور پر کشادہ کیا گیا۔ اعلیٰ حضرت نے ترجمہ کیا: ''کیا ہم نے تمہارے لیے تمہارا سینہ کشادہ نہ کر دیا''۔ یعنی علوم الٰہیہ، معارف ربانیہ اور حقائق رحمانیہ کے لیے ہم

نے آپ کے سینے کو کشادہ کر دیا، ایسا کہ جو کچھ ہو گیا، جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ سارے علوم و معارف اور اس کے علاوہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات وصفات کے علوم، اگلوں کے علوم، پچھلوں کے علوم، سارے معارف اور سارا غیب، عالم غیب وشہادۃ کے امور اس سینے کی وسعت میں سما گئے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم کا ظاہری طور پر بھی سینہ کشادہ کیا گیا، شرحِ صدر (یعنی) سینہ مبارکہ کو چاک کیا گیا، اور بارہا قلب مبارک کو دھویا گیا اور اس میں علم و حکمت کے خزانے کو بھرا گیا۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ سے راوی روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ حضور سے سوال کرنے کے معاملے میں جری تھے، یعنی حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے بے جھجک سوال کرلیا کرتے تھے، اور ان کے سوالات کا یہ انعام ہے اور ان کا احسان ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علوم و معارف کا گنجینہ حدیثوں کی شکل میں پھیلا ہوا ہے، بخاری و مسلم وغیرہ کتابوں میں بکثرت روایتیں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ سے ہیں۔ تو انھوں نے پوچھا کہ حضور! مجھے یہ بتائیے کہ آپ کی نبوت کے معاملے کی ابتدا کیسے ہوئی؟ تو سرکار اٹھ کر ٹھیک سے بیٹھ گئے ، اور فرمایا: اے ابو ہریرہ! تم نے پوچھ ہی لیا تو (میں بتاتا ہوں کہ) میں دس سال اور کچھ مہینے کا غلام نو خیز تھا، غلام کا معنی یہاں وہ مت سمجھیے گا جو باندی اور غلام بولا جاتا ہے، بلکہ غلام عربی کا لفظ ہے، یعنی میں بچہ تھا، نابالغ لڑکا تھا۔ فرماتے ہیں کہ میں جنگل میں تھا تو میں نے اپنے سر کے اوپر کلام کو سنا، اور میں نے دیکھا کہ ایک شخص دوسرے سے کہہ رہا کہ یہی ہیں وہ، یہی ہیں وہ، اور پھر وہ دونوں میرے سامنے آئے، اور دونوں میں سے ہر ایک شخص نے میرے بازو کو تھاما، اور مجھے لٹا دیا، اور پھر ایک شخص نے کہا کہ ان کے سینے کو چاک کرو، تو کہتے ہیں کہ میں نے اپنے روبرو دیکھا کہ انھوں نے میرے سینے کو چاک کیا، نہ کوئی خون نکلا نہ کوئی درد ہوا، اور انسانی طبیعت کے مقتضا سے بغض و حسد جو ہوتا ہے وہ میرے

سینے سے نکال دیا، اور پھر میرے سینے کو رافت اور رحمت سے بھر دیا، اور اس کے بعد انھوں نے کہا کہ آپ سلامتی کے ساتھ اپنے گھر کو لوٹ جائیں۔ تو فرماتے ہیں کہ میں چھوٹوں کے لیے رقت اور نرم دلی اور بڑوں کے لیے رحمت لے کر اپنے گھر کو لوٹا۔

حضور اقدس علیہ الصلاۃ و السلام کا یہ شرحِ صدر جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوا آپ کے بچپن میں ہوا۔ پھر جب آپ کی طرف وحی آنا شروع ہوئی اس کی ابتدا میں ہوا، اور تیسری مرتبہ شرح صدر جب آپ کو معراج کے لیے لے جایا گیا تو اس سے پہلے ہوا۔

یہ استفہام جو ہے: ''کیا ہم نے تمہارے لیے تمہارا سینہ چوڑا نہ کر دیا'' یہ بظاہر استفہام انکاری معلوم ہوتا ہے، لیکن یہ منفی جملے پر داخل ہوا ہے، اور نفی کی نفی اثبات کا فائدہ دیتی ہے، تو اس فرمان کا مفاد اور ما حصل یہ ہے کہ: ہم نے تمہارے لیے تمہارا سینہ کشادہ کر دیا۔ اسی لیے آگے عطف کیا جا رہا ہے ''وَوَضَعۡنَا عَنۡكَ وِزۡرَكَ ﴿٢﴾ الَّذِيٓ أَنقَضَ ظَهۡرَكَ ﴿٣﴾'' جملہ مثبتہ کو عطف کیا جا رہا ہے ''اَلَمۡ نَشۡرَحۡ'' کے اوپر، ''اور ہم نے آپ کے اوپر سے آپ کا وہ بوجھ اتار لیا جس نے آپ کی پیٹھ توڑی تھی''، یہ آیت کریمہ متشابہات میں سے ہے، اور اس بوجھ سے کیا مراد ہے؟ بعض لوگوں نے کہا کہ وہ غم مراد ہے جو حضور صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ و سلم کو کفار کی طرف سے لاحق ہوتا تھا، کہ کفار ایمان نہیں لاتے تھے، تو حضور کو تسلی دی گئی۔ اور بعض لوگوں نے کہا: اس غم سے مراد امت کا غم ہے جو حضور علیہ الصلاۃ و السلام اپنی امت کے معاملے میں فکر مند رہتے تھے، غمگین رہتے تھے، تو تسلی دی گئی کہ آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ مقام محمود پر بھیجے گا، آپ کو منصب شفاعت پر فائز فرمائے گا، آپ کی شفاعت قبول فرمائے گا، اور آپ کی شفاعت سے آپ کے گنہگارانِ امت کے گناہ معاف ہوں گے، اور وہ بخش دیے جائیں گے۔ تو یہ آیت کریمہ متشابہات میں سے ہے، اور اس کا وہی معنی ہے جو معنیٰ ''لِيَغۡفِرَ لَكَ ٱللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنۢبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ'' (کا ہے)، سورۂ فتح میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تمہارے لیے روشن فتح رکھی، تا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ

تمہارے سبب سے تمہارے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کر دے۔
اب یہاں فرمایا جارہا ہے کہ (وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿٤﴾): ہم نے تمہارے لیے تمہارے ذکر کو بلند کر دیا۔ کیسے بلند کر دیا؟ حضرت سرور عالم صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ و سلم نے جبریل امین (علیہ الصلاۃ و السلام) سے پوچھا، حضرت علامہ امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کو حدیث قدسی کے طور پر روایت کیا کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ و سلم خود اپنے رب کریم سے روایت کرتے ہیں، کہ رب کریم نے ارشاد فرمایا: ''أَتَدْرِيْ كَيْفَ رَفَعْتُ لَكَ ذِكْرَكَ'' کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہارے لیے تمہارے ذکر کو کیسے بلند کیا؟ تو حضور نے عرض کی: بغیر تیرے بتائے میں کیا جانوں؟ ارشاد ہوا: ''جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِّنْ ذِكْرِيْ فَمَنْ ذَكَرَكَ فَقَدْ ذَكَرَنِيْ'' میں نے تیرے ذکر کو اپنا ذکر بنا لیا، تو جس نے تیری یاد کی اس نے میری یاد کی۔ تو دنیا میں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے سرکار کے ذکر کو بلند کیا، چنانچہ نمازی نماز کے تشہد میں سرکار کو اللہ کے ساتھ یاد کرتا ہے: ''أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ''، اذان میں (موذن کہتا ہے:) ''أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' اور خطبے میں بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ سرکار کا ذکر ہوتا ہے، اور قرآن میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کے ساتھ رسول کا ذکر فرمایا ہے۔ بلکہ اس طرح فرمایا: ''هُوَ الَّذِيْٓ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ'' اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان ذکرِ مصطفیٰ کو بنایا ہے، کہ ''خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو بھیجا ہے ہدایت کے ساتھ'' تو اللہ تعالیٰ کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے ذکر سے کبھی منفک نہیں ہوسکتا، کلمہ میں بھی دیکھے ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ''۔ تو جب اللہ تبارک و تعالیٰ کی یاد ہوگی حضور کی یاد ہوگی، اور جب حضور کی یاد ہوگی تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی یاد ہوگی۔ اسی سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر جزوِ ایمان ہے۔ ایمان کی حقیقت حضور کے ذکر کے بغیر متحقق ہی نہیں ہوسکتی ہے، ماہیت پائی ہی نہیں جائے گی۔ کوئی شخص عبادت

میں مصروف رہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی تصدیق کرے، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو مانتا ہو، لیکن رسول اللہ صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں مانتا، اور اُن کی تصدیق نہیں کرتا تو ہرگز وہ ایمان نہیں رکھتا، وہ مومن نہیں وہ کافر ہی رہے گا۔ اس پر کوئی زیادہ لمبی چوڑی تقریر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، (بلکہ) کلمہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" خود اس پر گواہ ہے۔

پھر فرمایا: "فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝٥ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝٦"۔ حضور صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو مزید تسلی دینے کے لیے، حضور کی امت کو، حضور کے غلاموں کو تسلی دینے کے لیے اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے: (آپ گھبرائیں نہیں) بیشک دشواری کے ساتھ آسانی ہے، بیشک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث مروی ہے، سرکار نے ارشاد فرمایا کہ ایک دشواری دو آسانی پر غالب نہیں آسکتی۔ اور یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے دو آسانیوں اور ایک دشواری کا ذکر کیا ہے، وہ کیسے؟ مفسرین کرام فرماتے ہیں: "مَعَ الْعُسْرِ" "الف لام" کے ساتھ "عُسْرِ" ہے اور جب "الف لام" کے ساتھ کسی کلمہ کا اعادہ کیا جائے تو وہ کلمہ بعینہ اول ہی کلمہ ہوتا ہے، اور اس میں تعدد نہیں ہوتا، اور جب نکرہ کا اعادہ کیا جائے تو تعدد ہو جاتا ہے، تو "اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝٦" تو بعینہ وہی دشواری جو پہلے جملے میں تھی وہی دشواری مراد ہے، اور پہلے جملے میں "یُسْرًا" ہے اور دوسرے جملے میں بھی "یُسْرًا" ہے، تو نکرہ کا جب اعادہ کیا جائے بار بار تو وہ نکرہ دوسرا ہے اور یہ نکرہ دوسرا ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ ہر دشواری کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دو آسانیاں رکھی ہیں۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے مروی ہے کہ سرکار ایک پتھر کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے پتھر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اگر اِس پتھر میں دشواری بند ہو جائے، یعنی اس میں داخل ہو جائے تو آسانی اُس میں جائے گی اور اُس (دشواری) پر غالب آجائے گی۔ حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی امداد اور معونت بقدر

کلفت نازل ہوتی ہے، اور صبر مصیبت کی مقدار نازل ہوتا ہے۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ سے شعر مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا:

صَبْراً جَمِیْلاً مَا اَقْرَبَ الْفَرَجَا

مَنْ رَاقَبَ اللّٰہَ فِيْ اُمُوْرِہٖ نَجَا

وَمَنْ صَدَّقَ اللّٰہَ لَمْ یَنَلْہُ اَذیٰ

وَمَنْ رَجَاہُ یَکُوْنُ حَیْثُ رَجَا

(ترجمہ) کہ صبر جمیل کرو، اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد قریب ہے، اور جو اپنے کاموں میں اللہ تبارک وتعالیٰ پر نظر رکھتا ہے وہ نجات کو پہنچتا ہے، اور جو اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھتا ہے اس کو کبھی تکلیف نہیں پہنچتی، اور جو اللہ سے امید رکھتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کو وہیں پائے گا جہاں وہ اس کی امید رکھتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا: ''فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿۷﴾'' تو جب تم (نماز سے) فارغ ہو جاؤ (تو دعا) میں محنت کرو، ایک قول تو یہ ہے، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ جب تم دنیا کے کاموں سے فارغ ہو جاؤ تو نماز میں (عبادت میں) محنت کرو۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ بندہ جب نماز کا ارادہ کرے تو اس وقت اس کو فارغ البال ہونا چاہیے اور اس کا دل اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بالکل منہمک ہونا چاہیے، اور ''رغبت کے ساتھ عبادت کرے'' یہ بظاہر حضور صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو کہا گیا ہے، لیکن یہ تعلیم حضور کی امت (کے لیے) ہے۔ یہیں سے معلوم ہوا کہ ہماری آسانی کے لیے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کھانا حاضر ہو تو اس وقت نماز نہ پڑھے، اور جب آدمی کو پیشاب پاخانے کی حاجت ہو اس وقت نماز نہ پڑھے، کیوں؟ اس لیے کہ اس کا دھیان اس میں منہمک ہوگا، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت اس طرح کرنی چاہیے کہ آدمی علائق دنیا سے بالکل فارغ ہو، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف دھیان لگا کر کے اس کی عبادت کرے، ایک قول یہ ہے۔ اور بعض لوگوں نے یہ کہا